Al-Qawārīr - Vol: 07, Issue: 01, Oct – Dec 2025

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

پاکستان میں خواتین کے حقوق کے فروغ میں وفاقی وصوبائی اداروں کا کردار: تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

The Role of Federal and Provincial Institutions in Promoting Women's Rights in Pakistan: An Analytical Study

Dr. Asma Aziz
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Government College Women University, Faisalabad, Pakistan.
Zaib-Un-Nisa
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies,
Government College Women University, Faisalabad, Pakistan.

ABSTRACT

This study critically examines the role of Pakistan's federal and provincial institutions in safeguarding and promoting women's rights within the framework of law, policy, and institutional reforms. The research focuses on four major institutions: the Council of Islamic Ideology (CII), which provides religious and legislative recommendations regarding women's issues; the National Commission on the Status of Women (NCSW), which works as a watchdog body to ensure gender equality in legal and policy frameworks; the Punjab Women Development Department (PWDD), which implements provincial-level welfare and empowerment programs; and the Shaheed Benazir Bhutto Human Rights Center for Women (SBBHRCW), which provides immediate legal and psychological assistance to women in distress. The findings suggest that these institutions have contributed significantly to policy-making, legal reforms, awareness campaigns, and the provision of support services for women. Nevertheless, the study also highlights persistent challenges such as weak implementation mechanisms, bureaucratic hurdles, lack of financial and human resources, and entrenched socio-cultural barriers that restrict the full realization of women's rights. By analyzing the strengths and limitations of these institutions, the research identifies the need for stronger coordination among federal and provincial bodies, increased resource allocation, and effective monitoring systems. This study ultimately emphasizes that sustainable progress in women's rights in Pakistan depends on institutional commitment, legislative support, and societal transformation.

Keywords: *Women's Rights, Institutional Reforms, Gender Equality, Pakistan, Policy Implementation*

CC BY

تعارف موضوع

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خواتین کے حقوق کا ذکر متعدد آیات میں کیا ہے۔ جس میں عورت کے انفرادی حقوق (عصمت وعفت، عزت اور رازداری، تعلیم و تربیت، حسن سلوک، ملکیت و جائیداد) اور عائلی حقوق (ماں، بہن، بیوی، بیٹی ہونے کی حیثیت سے حق) دینے کی تلقین کی گئی۔ حتیٰ کہ عورت کے ازدواجی ، معاشی، معاشرتی، سیاسی کردار پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ سوسائٹی میں صدیوں سے خواتین کو حقوق دینے کی مسلسل کوششیں جاری ہیں۔ 19ویں اور 20ویں صدی کے دوران حقوقِ نسواں کے لیے تحریکیں زور پکڑ گئیں، جس کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بہت سے ممالک نے عورت کو حقوق دینا قانونی طور پر تسلیم کیا۔ لیکن باوصف اس کے حالیہ وقت میں پاکستان میں خواتین کو ابھی بھی بہت سے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، مثلاً گھریلو تشدد، وراثت کے حق سے محرومی، طلاق کا بڑھتا ہوا رجحان وغیرہ۔ پاکستان میں ان تمام مسائل کا تدارک اور عورتوں کو پورے اختیارات اور تحفظ دینے کے لئے مختلف ادارے قائم کیے گئے ہیں، جس میں " اسلامی نظریاتی کونسل، قومی کمیشن برائے خواتین، پنجاب وویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ اور اس کے علاوہ شہید بے نظیر بھٹو ہیومن رائٹس سنٹر فار ویمن" شامل ہیں۔

سابقہ کام کا جائزہ؛

پاکستان میں خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے خواتین کے مسائل پر متعدد سفارشات پیش کیں، قومی کمیشن برائے خواتین نے مختلف قوانین میں اصلاحات کے لیے تجاویز دیں، خواتین کا تہذیبی اور معاشرتی حیثیت کا تنقیدی جائزہ (خواتین کمیشن کی رپورٹ کے باب ۳ کی روشنی میں)، مقالہ نگار: در شہوار، نگرانِ مقالہ: ڈاکٹر طاہرہ بشارت، ادارہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور، صوبہ پنجاب، پاکستان، ۱۹۸۷ء۔ اس مقالے میں خواتین کے معاشرتی اور تہذیبی، ہر مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور خواتین کمیشن رپورٹ کی روشنی میں ان مسائل کی بہتری کے لیے اقدامات پر غور کیا گیا ہے۔

جبکہ پنجاب ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے صوبائی سطح پر خواتین کی بہبود کے لیے عملی پروگرام ترتیب دیے۔

شہید بے نظیر بھٹو ہیومن رائٹس سینٹر فار ویمن نے خواتین کو فوری قانونی معاونت فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ تاہم زیادہ تر تحقیقات اس امر پر متفق ہیں کہ ان اداروں کی کارکردگی اور نتائج اکثر انتظامی کمزوریوں، وسائل کی کمی اور سماجی رویوں کی وجہ سے محدود رہے۔

تحقیقی خلاء؛

سابقہ مطالعہ میں چند ایک ادارے پر روشنی ڈالی گئی ہے، اگر چہ ان اداروں کی خدمات پر تفصیلی تذکرہ موجود نہیں ہے۔ وفاقی اور صوبائی سطح کے اداروں پر کام بہت کم سامنے آیا ہے۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے موجودہ تحقیق ان اداروں کے کردار کو ایک جگہ پر لا کر ان کے عملی کام کو تفصیل سے بیان کرتی ہے۔

مسئلہ تحقیق؛

پاکستان میں خواتین کے حقوق کے لیے متعدد ادارے قائم کیے گئے ہیں، لیکن ان اداروں کے اقدامات اور پالیسیاں خواتین کی زندگیوں پر کس حد تک مؤثر ثابت ہوئیں؟ اور کون سی رکاوٹیں ان کے مطلوبہ نتائج کے حصول میں مانع ہیں؟ اور کیا پاکستان میں وفاقی اور صوبائی ادارے خواتین کے حقوق کے لیے عملدرآمد ہیں؟ یہی اس تحقیق کا بنیادی مسئلہ ہے۔

مقاصدِ تحقیق؛

یہ تحقیق کا مقصد پاکستان کے وفاقی اور صوبائی اداروں کے قیام اور ان کے بنیادی مقاصد کو جانچنا ہے۔ اور خواتین کے حقوق کے فروغ میں اسلامی نظریاتی کونسل، قومی کمیشن برائے خواتین، پنجاب ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ اور شہید بے نظیر بھٹو ہیومن رائٹس سینٹر فار ویمن کے کردار کا تجزیہ کرنا ہے۔ اور شہری و دیہی علاقوں میں خواتین کو ایسے اداروں سے روشناس کروانا، جو ان کی تحفظ کے لیے مختص ہیں۔

1۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا کردار

اسلامی نظریاتی کونسل(Council Of Islamic Ideology-CII) پاکستان کا ایک نہایت اہم آئینی، تحقیقی اور مشاورتی ادارہ ہے، جو ملک کے آئینی، قانونی، سماجی اور اخلاقی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق ہم آہنگ کرنے کے مقصد کے تحت قائم کیا گیا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام دستورِ پاکستان 1962ء کے تحت 1973ء کو عمل میں آیا، تنظیمی اعتبار سے کونسل کے ارکان کی تعداد 8 سے 20 تک ہو سکتی ہے، جن کا تقرر صدرِ مملکت کرتے ہیں۔ آئین 1973ء کے موقع پر کونسل کے فرائض میں 1962ء کے دستور کے مطابق اس میں مزید اضافہ کر دیا گیا۔[1]

آئین پاکستان 1973ء کے آرٹیکل 230 میں درج ہے:

> *"The Council of Islamic Ideology was created to advise the legislature whether or not a cer-tain law is repugnant to the injunctions of Is-lam, as laid down in the Holy Quran and the Sunnah of the Prophet."*[2]

(اسلامی نظریاتی کونسل کو یہ ذمہ داری دی گئی کہ وہ قانون ساز اداروں کو یہ مشورہ دے کہ آیا کوئی قانون قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ہے یا نہیں۔)

ڈاکٹر فضل الرحمان لکھتے ہیں :

"اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام اس لیے عمل میں آیا، تاکہ پاکستان کے قانونی نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جاسکے۔"[3]

1۔1۔ حقوقِ نسواں کے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا جائزہ

الف: شعبہ تعلیم میں کونسل کی تجویز:

آرٹیکل نمبر (22) کے مطابق، کوئی بھی مذہبی فرقہ یا گروہ جو تعلیمی ادارے کے انتظامیہ میں چلایا جاتا ہو، اس فرقے یا گروہ کو طلباء کو مذہبی تعلیم دینے کی ممانعت نہ ہو گی۔ اور کسی بھی افراد کو ذات پات، نسل، مذہب اور مقام پیدائش کی بناء پر تعلیمی ادارے میں داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا، جسے سرکاری محاصل سے امداد ملتی ہو۔[4]

تعلیم کے سلسلے میں اسلام نے واضح طور پر فرمایا، جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"طلب العلم فريضة على كل مسلم"[5]

(علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔)

اسلامی نظریاتی کونسل نے نمایاں طور پر کہا ہے، کہ تعلیم صرف مردوں کے لیے نہیں بلکہ خواتین کے لیے بھی لازمی ہے۔ دینی اور قومی ذمہ داری کے طور پر خواتین کو مساوی، محفوظ اور معیاری تعلیمی مواقع فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ خاص طور پر دیہی اور پسماندہ علاقوں میں جہاں خواتین کی تعلیمی شرح کم ہے، وہاں تعلیمی محرومیت دور کرنے کے لیے خصوصی اقدامات کی ضرورت ہے۔[6]

ب: گھریلو تشدد کی روک تھام:

اسلامی نظریاتی کونسل نے پاکستان میں موجودہ دور میں نسواں پر رونما ہونے والے گھریلو تشدد کا جائزہ لیتے ہوئے "گھریلو تشدد تدارک و تحفظ بل 2020ء" عمل میں لایا۔ اس بل کا مقصد خواتین، بچوں اور گھریلو ملازمین کو جسمانی، ذہنی اور معاشی تشدد سے قانونی تحفظ فراہم کرنا ہے۔ بل میں شکایات درج کرانے، عدالت سے رجوع کرنے اور متاثرہ افراد کو فوری قانونی سہولتیں فراہم کرنے کے طریقہ کار کو بھی وضع کیا گیا۔ کونسل نے اس بات پر زور دیا کہ گھریلو تشدد کی روک تھام شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں ہونی چاہیے تاکہ خاندان کا ادارہ محفوظ رہے۔ اور کہا کہ بل میں ایسی دفعات نہ شامل کی جائیں، جو میاں بیوی کے باہمی

تعلقات اور خاندانی نظام کو کمزور کریں۔اس کے علاوہ گھریلو جھگڑوں میں مصالحتی کمیٹیاں قائم کی جائیں تاکہ پہلے مرحلے پر صلح کی کوشش ہو، اور پھر ضرورت پڑنے پر قانونی کاروائی کی جاسکے۔ کونسل نے یہ بھی واضح کیا کہ جسمانی یا ذہنی تشدد شریعتِ اسلامیہ کے خلاف ہے، اور ایسے قوانین بنانے چاہیے جو خواتین کو تحفظ دیں لیکن خاندانی نظام کو بھی برقرار رکھیں۔[7]

ج: حقِ وراثت میں کونسل کی تجویز:

وراثت کے حوالے سے کونسل نے اسلامی شریعت کے اصولوں کو واضح کرتے ہوئے کہا ہے، کہ اگرچہ مرد کو وراثت میں عورت کے مقابلے میں دوگنا حصہ ملتا ہے، لیکن خواتین کو ان کے شرعی حصے سے محروم کرنا یا روکنا شرعی اور قانونی جرم ہے۔ دفعہ 7 کی شق کے تحت اگر کسی عدالت میں عورت کو کسی جائیداد کی ملکیت یا قبضہ کے کیس پر کارروائی زیرِ التوا ہے، جس کا دعویٰ خاتون کرتی ہے تو وہ دفعہ 7 کے تحت شکایات درج کرواسکتی ہے۔[8]

د: جبری نکاح، طلاق اور دیگر معاملات میں تجاویز:

آئین پاکستان 2013 کی رپوٹ کے مطابق:

> *'The CII, in its 2013 report, emphasized that forced marriages and denial of inheritance are un-Islamic and must be criminalized. It also urged the state to ensure women's right to khula without coercion or delay."[9]*
>
> (اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی 2013ء کی رپورٹ میں واضح کیا کہ زبردستی کی شادی اور وراثت سے انکار غیر اسلامی ہے اور اس کو فوجداری جرم قرار دیا جانا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ ریاست پر زور دیا کہ خواتین کو خلع کا حق بلا تاخیر اور بغیر دباؤ کے دیا جائے۔)

خاندانی نظام کے ضمن میں کونسل نے خواتین کی رضامندی کو نکاح کا لازمی جزو قرار دیا ہے۔ زبردستی شادی، کم عمری کی شادی، اور نکاح کے دیگر مسائل کے حوالے سے کونسل نے سخت موقف اختیار کیے ہیں، تاکہ خواتین کی عزت نفس، ذہنی سکون اور سماجی وقار کا تحفظ ہو۔ خلع اور طلاق کے معاملات میں بھی کونسل نے خواتین کے حقوق کو مضبوط کرنے کے لیے سفارشات دی ہیں۔ تاکہ انہیں قانونی و سماجی تحفظ حاصل ہو۔ ساتھ ہی، خاندانی نظام کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق متوازن اور ہم آہنگ بنانے کے لیے تجاویز بھی دی گئی ہیں، تاکہ ہر گھرانہ ایک خوشحال اور مستحکم معاشرتی یونٹ کے طور پر کام کرے۔[10]

2-1۔ کونسل(CII) کی تجویز کردہ اصلاحات:

کونسل نے مذہبی علماء، تعلیمی اداروں، سول سوسائٹی، اور میڈیا کے ساتھ مل کر خواتین کے اسلامی حقوق کے فروغ اور فہم کے

لیے ایک جامع حکمت عملی اپنائی ہے۔ تاکہ سماجی رکاوٹوں کو کم کیا جاسکے، اور خواتین کو ان کے حقوق سے مکمل آگاہی فراہم کی جاسکے۔ اس حکمت عملی کا مقصد نہ صرف خواتین کے حقوق کی حفاظت ہے، بلکہ معاشرتی شعور میں تبدیلی لاکر ایک منصفانہ، برابر اور محفوظ معاشرہ تشکیل دینا بھی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت کو بھی مشورہ دیا گیا ہے، کہ وہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے خصوصی اسکالرشپس، طبی سہولیات، قرضے، مشاورتی بورڈز، اور فلاحی منصوبے شروع کرے تاکہ خواتین کے مسائل پالیسی سازی کے عمل میں شامل ہوں اور ان کے مطابق اقدامات کیے جاسکیں۔[11]

2۔ قومی کمیشن برائے خواتین کا کردار:

2۔1۔ تعارف:

قومی کمیشن برائے خواتین "پاکستان کا ایک مرکزی آئینی اور خود مختار ادارہ ہے۔ اس کمیشن کا قیام 2000 میں اُس وقت کے صدر جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں ایک وفاقی آرڈیننس کے ذریعے عمل میں آیا، جو بعد میں 2012 میں ایک پارلیمانی ایکٹ کے تحت مزید مستحکم کیا گیا۔ اس ادارے کے قیام کا مقصد خواتین کو ان کے آئینی، قانونی، سماجی، سیاسی اور معاشی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنانا اور ان کے مسائل کے حل کے لیے ایک منظم، بااختیار اور مؤثر ادارہ فراہم کرنا تھا۔ اس ادارے کو انگریزی میں (NCSWNational Commission on the State of Women) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ نیشنل کمیشن آن دی سٹیٹس آف ویمن، نے خواتین سے متعلق اعداد و شمار کی دستیابی کو بہتر بنانے کے لیے "نیشنل جینڈر ڈیٹا پورٹل" کا قیام عمل میں لایا، جس کا مقصد پورے ملک میں صنفی بنیادوں پر مرتب ہونے والے مسائل کی شناخت، تجزیہ اور ان کے حل کے لیے مؤثر منصوبہ بندی کرنا ہے۔ یہ پورٹل نہ صرف حکومتی اداروں کے لیے پالیسی سازی میں مدد فراہم کرتا ہے بلکہ محققین، صحافیوں، اور سول سوسائٹی کے لیے بھی ایک اہم ذریعہ ہے۔[12]

2۔2۔ اہم خدمات:

الف۔ قانونی معاونت اور شکایات کی سماعت:

قومی کمیشن برائے خواتین 2014 میں باقاعدہ فعال بنائی گئی جہاں خواتین اپنے حقوق کی خلاف ورزی کی شکایات درج کرا سکتی ہیں۔ کمیشن نے ملک بھر سے سینکڑوں کیسز وصول کیے۔ متاثرہ خواتین کو قانونی مشورے، رہنمائی، اور عدالتی کارروائی کے لیے معاونت فراہم کی جاتی ہے۔ 2018 سے کمیشن کی شکایت سیل کو ڈیجیٹل طور پر مضبوط بنایا گیا، کمیشن کی تربیت یافتہ ٹیم خواتین کے کیسز کی تحقیقات کرتی ہے، شواہد جمع کرتی ہے، اور متعلقہ حکومتی اداروں یا عدالتوں کو کارروائی کے لیے سفارشات

پیش کرتی ہے۔ 2021–2023 کے دوران کمیشن نے 1,200 سے زائد کیسز پر کارروائی کی، جن میں سے متعدد کیسز میں متاثرہ خواتین کو قانونی ریلیف فراہم کیا گیا۔ اس عمل کے ذریعے خواتین کو انصاف تک رسائی میں آسانی ہوتی ہے، خاص طور پر ان خواتین کے لیے جو معاشرتی یا اقتصادی طور پر کمزور ہوتی ہیں۔[13]

ب۔ تشدد اور امتیازی سلوک کے خلاف مہمات:

گھریلو تشدد، جنسی ہراسگی، اور کام کی جگہ پر امتیازی سلوک خواتین کے حقوق کی خلاف ورزی کے سنگین مسائل ہیں۔ قومی کمیشن برائے خواتین نے 2017 سے ملک بھر میں مختلف سطحوں پر شعور بیدار کرنے کی مہمات چلانا شروع کی ہیں، جن میں ورکشاپس، سیمینارز، اور میڈیا کمپینز شامل ہیں۔ 2020 میں 'حقوقِ خواتین آگاہی مہم' کے تحت ہزاروں افراد کو شامل کیا گیا، جس کا مقصد عوام میں خواتین کے حقوق کے بارے میں آگاہی بڑھانا، ثقافتی تعصبات کو ختم کرنا، اور خواتین کو ان کے حقوق کے بارے میں مطلع کرنا تھا تاکہ وہ اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھا سکیں۔[14]

ج۔ قانون سازی میں اصلاحات کی سفارشات:

نیشنل کمیشن آن دی اسٹیٹس آف ویمن (NCSW) حکومت کو خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے قانون سازی میں اصلاحات کی سفارشات دیتی ہے۔ یہ سفارشات خاص طور پر خواتین کے خلاف تشدد کو روکنے، جنسی ہراسانی کے خلاف قوانین سخت کرنے، اور خواتین کی سیاسی و معاشی شرکت کو بڑھانے کے لیے دی جاتی ہیں۔ کمیشن نے 2018 سے اب تک متعدد تحقیقی رپورٹس تیار کی ہیں، جن کی بنیاد پر قانون ساز اداروں کو مؤثر قوانین بنانے کی رہنمائی فراہم کی جاتی ہے تاکہ ملکی سطح پر خواتین کے حقوق کو قانونی تحفظ دیا جا سکے۔ 2022 میں کمیشن کی سفارشات کی بدولت پارلیمان نے خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کے حوالے سے اہم قوانین میں ترامیم کیں۔[15]

د۔ تعلیمی و تربیتی پروگرامز:

خواتین کی تعلیم اور ہنرمندی میں اضافہ نیشنل کمیشن آن دی اسٹیٹس آف ویمن کی 2020 سے جاری ترجیحات میں شامل ہے۔ اس کے تحت کمیشن نے 2021 سے ملک بھر میں تعلیمی ورکشاپس، ہنر سکھانے کے کورسز اور تربیتی پروگرامز کا آغاز کیا۔ 2022 میں "خواتین مہارت پروگرام" کے تحت مختلف اضلاع میں سلائی، کڑھائی، ڈیجیٹل مہارتوں اور کاروباری منصوبہ بندی کے کورسز شروع کیے گئے، جن سے ہزاروں خواتین مستفید ہوئیں۔ 2023 میں ان تربیتی سرگرمیوں کو مزید 10 اضلاع تک توسیع دی گئی، جبکہ 2024 میں کاروباری تربیت کو باقاعدہ پروگرام کا حصہ بنایا گیا تاکہ خواتین کو خود روزگار کے بہتر

مواقع فراہم کیے جا سکیں۔[16]

ر۔ سیاسی شمولیت کی حوصلہ افزائی:

نیشنل کمیشن آن دی اسٹیٹس آف ویمن (NCSW) خواتین کی سیاسی نمائندگی بڑھانے کے لیے 2015 سے انتخابی تربیت اور آگاہی مہمات چلا رہا ہے۔ کمیشن نہ صرف خواتین کو انتخابات میں حصہ لینے کے لیے تیار کرتا ہے، بلکہ ان کی سیاسی میدان میں مؤثر شرکت کے لیے حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔ 2018 کے عام انتخابات سے قبل، کمیشن نے مختلف صوبوں میں خواتین امیدواروں کے لیے خصوصی تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا، جن کا مقصد انہیں انتخابی عمل، مہم سازی، اور قانونی حقوق سے آگاہ کرنا تھا۔ کمیشن مختلف سیاسی جماعتوں اور انتخابی اداروں کے ساتھ مل کر خواتین کی سیاسی شرکت کو فروغ دیتا ہے تاکہ وہ اپنی آواز ملک کی پالیسی سازی میں بلند کر سکیں۔[17]

3۔ پنجاب ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کا کردار:

3۔1۔ تعارف:

صوبائی حکومت نے 3 نومبر 2009 کو محکمہ سوشل ویلفیئر اور ویمن ڈویلپمنٹ کو تقسیم کر کے ایک علیحدہ وخود مختار "ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ" قائم کیا۔ بعد میں "پنجاب ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ" کا باضابطہ قیام 4 اپریل 2012 کو عمل میں آیا، جو کہ "پنجاب وومن امپاورمنٹ پیکج 2012" کے تحت تشکیل دیا گیا۔ اس پیکج کا اعلان 8 مارچ 2012 کو یومِ خواتین کے موقع پر کیا گیا تھا۔ فی الوقت، یہ محکمہ خواتین کی ترقی صوبائی سطح پر سیکرٹریٹ اور ڈائریکٹوریٹ کی سطح پر کام کر رہا ہے۔ یہ محکمہ خواتین کی ترقی کے لیے قومی لائحہ عمل اور خواتین کے خلاف ہر قسم کے امتیاز کے خاتمے کے لیے بین الاقوامی کنونشن پر عملدرآمد کا ذمہ دار ہے۔[18]

3۔2۔ تحفظِ نسواں کے لیے اقدامات:

الف۔ پنجاب کمیشن برائے وقار نسواں ایکٹ 2014ء:

یہ ایکٹ حکومتِ پنجاب کے تعاون سے 2014 کے قانون کے تحت قائم کیا گیا۔ جس میں خواتین کے تحفظ و فلاح اور بااختیاری کے لیے متعدد اہم اقدامات کیے، جو کہ سال 2017 میں نمایاں حیثیت کے حامل رہے ہیں۔ ان میں سب سے اہم اقدام پنجاب ویمنز ہیلپ لائن 1043 کا قیام ہے، جس کے ذریعے اب تک 44,602 کالز موصول ہو چکیں ہیں، جن میں سے 525 باقاعدہ شکایات کی صورت میں درج کی گئیں۔ 2016 میں جنوبی ایشیاء کا پہلا "جینڈر مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم" قائم کیا

گیا، جس نے صنفی بنیادوں پر ڈیٹا کی مؤثر درجہ بندی کو ممکن بنایا۔ 2016 میں ہی وراثتی حقوق سے متعلق اصلاحات اور ان کے خواتین پر ممکنہ اثرات کا جائزہ لیا گیا، جبکہ جیلوں میں قید خواتین کی حالت پر بھی ایک جامع تحقیق کی گئی۔[19]

ب۔ پنجاب ویمن ڈیویلپمنٹ پالیسی 2018:

سوسائٹی میں ایک "جینڈر سینسیٹو" معاشرے کا تصور پیش کرتے ہوئے حکومتِ پنجاب نے 2018 میں "پنجاب ویمن ڈیویلپمنٹ پالیسی" تشکیل دی۔ یہ پالیسی خواتین کی ترقی سے جڑے تمام مسائل اور چیلنجز کو دستورِ پاکستان کی روح، پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریوں اور حکومتِ پنجاب کی ترجیحات کے مطابق حل کرنے کے لیے مرتب کی گئی تاکہ صنفی برابری اور خواتین کی بااختیاری کو فروغ دیا جاسکے۔ اس پالیسی کا مقصد ایسا فریم ورک مہیا کرنا ہے، جو خواتین کو مردوں کے شانہ بشانہ، خاندان، برادری، کام کی جگہ اور ریاستی نظام کے ہر درجے پر برابر کے حقوق اور مواقع کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔[20]

ج: قوانین کا نفاذ:

حکومتِ پنجاب نے خواتین کی بااختیاری کے پیکیجز 2012، 2014، اور 2016 کے ذریعے متعدد انتظامی و قانونی اور پالیسی اقدامات کئے ہیں۔ ان اقدامات نے صوبہ پنجاب میں خواتین کے سیاسی، سماجی اور معاشی حقوق کے تحفظ کے لیے حکومتی عزم کو مزید مضبوط کیا ہے۔ صوبائی خودمختاری کے بعد پنجاب میں خواتین سے متعلق اہم قانونی ترامیم اور قوانین منظور کئے گئے، جن میں "پنجاب لینڈ ریونیو (ترمیمی) ایکٹ اور قواعد 2012، پنجاب ناقابل منقولہ جائیداد کی تقسیم کی ایکٹ 2012، کام کی جگہ پر خواتین کو ہراسانی سے تحفظ فراہم کرنے کا ایکٹ 2012، پنجاب کمیشن برائے وقار نسواں ایکٹ 2014، پنجاب خواتین کے خلاف تشدد سے تحفظ کا ایکٹ 2016،" شامل ہیں۔[21]

د۔ سالانہ ورک پروگرام 2020-2021:

پنجاب ویمن ڈیویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے سالانہ ورک پروگرام 2020-2021 میں سالانہ ترقیاتی پروگرام شامل ہیں، جس کا مجموعی حجم 400 ملین روپے ہیں، جبکہ غیر ترقیاتی بجٹ کی رقم 289.031 ملین روپے رکھی گئی ہے۔ مالی سال 2020 تا 2021 کے دوران محکمہ کے کُل سات منصوبے شامل تھے، جن میں "3 جاری منصوبے (On-Going Projects) اور 2 نئے منصوبے (New Projects) اور 2 حالیہ منصوبے (Newely Inducted Projects) شامل ہیں۔[22]

ر۔ پنجاب میں وراثتی حقوق کا نفاذ:

پاکستان کے آئین 1973 کے آرٹیکل 23 کے مطابق:

> "ہر شہری کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ پاکستان کے کسی بھی حصے میں جائیداد حاصل کر سکے، اس کو اپنے پاس رکھ سکے، اور اس سے دستبردار ہو سکے، بشرطیکہ یہ حق آئین اور عوامی مفاد میں وضع کردہ قانونی حدود کے تابع ہو۔"[23]

قرآن مجید کی سورۃ النساء (باب 4) میں وراثت کی تقسیم کے اصول واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ خواتین کے جائیداد میں وراثتی حق سے محروم رکھنے کو روکنے کے لیے انسدادِ خواتین مخالف رسوم ایکٹ 2011 (دفعہ 498-A) کے تحت یہ جرم قرار دیا گیا ہے کہ:

> "کسی بھی عورت کو جائیداد میں اس کے وراثتی حق سے دھوکہ دہی یا غیر قانونی طریقے سے محروم رکھنے پر پانچ سے دس سال تک قید ہو سکتی ہے اور مجرم پر دس لاکھ روپے تک جرمانہ بھی عائد کیا جا سکتا ہے۔"[24]

س۔ شکایتی طریقۂ کار:

اگر کوئی عورت اپنی جائیداد سے ملکیت یا قبضے کے حق سے محروم کی جائے تو وہ خواتین کو ہراساں کیے جانے سے تحفظ کے قانون 2010 کے سیکشن 7 کے تحت مقرر کردہ محتسب (نگران) کو شکایت درج کروا سکتی ہے۔ محتسب شکایت کا جائزہ لینے کے بعد، اگر مناسب سمجھے، تو متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو تحقیقات کے لیے معاملہ بھیج سکتا ہے۔ ڈپٹی کمشنر پندرہ (15) دن کے اندر رپورٹ مکمل کر کے محتسب کو جمع کرواتا ہے۔ پھر محتسب فریقین کو اعتراضات پیش کرنے کا موقع دیتے ہوئے 60 دن کے اندر سماعت مکمل کرتا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ خاتون کو غیر قانونی طور پر جائیداد سے محروم رکھا گیا ہے، تو محتسب ڈپٹی کمشنر کو سات (7) دن میں اس پر عملدرآمد کر کے رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ مزید یہ کہ کسی عدالت یا اتھارٹی کو محتسب کے فیصلے یا کارروائی کو چیلنج کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔[25]

4۔ شہید بے نظیر بھٹو ہیومن رائٹس سینٹر فار ویمن کا کردار:

4-1۔ تعارف:

شہید بے نظیر بھٹو ہیومن رائٹس سنٹر فار ویمن کا قیام لاہور میں مارچ 2005ء کو عمل میں آیا، جس کا پہلا نام "کرائسز سینٹر فار ویمن انڈسٹریز" تھا۔ حکومتِ پاکستان نے اسی سال 2005ء میں 25 کرائسز سینٹرز کے قیام کا فیصلہ کیا، جنہیں بعد میں شہید

بے نظیر بھٹو خواتین کرائسز سینٹرز کا نام دیا گیا۔اُردو میں اسے 'خواتین کے لیے تحفظ کا مرکز یا فوری امدادی مرکز برائے خواتین' کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ انگریزی میں اس مرکز کا مخفف SBBHRCC ہے۔ بعد ازاں، ان مراکز کو جامع شکل دے کر ان کا نام " شہید بے نظیر بھٹو ہیومن رائٹس سنٹر فار ویمن " رکھا گیا، جسکا انگریزی مخفف SBBHR For Women ہے۔ اس ادارے کا قیام وفاقی وزارتِ انسانی حقوق کے تحت 2005ء کو عمل میں آیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس ادارے کی تنظیم نو کی گئی اور بعض مراکز کو صوبائی سطح پر قائم فعال اداروں کے ساتھ منسلک کر دیا گیا۔اِسی تناظر میں پنجاب حکومت نے 2017ء میں "پنجاب ویمن پروٹیکشن اتھارٹی" قائم کی ۔ اسی ادارہ جاتی اصلاح کے نتیجے میں شہید بے نظیر بھٹو ہیومن رائٹس سنٹر میں سے کئی کو انتظامی طور پر "پنجاب ویمن پروٹیکشن اتھارٹی" کے ماتحت کر دیا گیا۔ اگرچہ ان مراکز کے نام میں "شہید بے نظیر بھٹو" کی نسبت اب بھی بر قرار ہے۔ تاہم، ان کے مالی، انتظامی اور آپریشنل امور PWPA کے زیرِ انتظام آچکے ہیں۔[26]

الف۔ قانونی وسماجی تحفظِ نسواں:

حکومتِ پاکستان کی جانب سے تحفظِ نسواں اور ان کی فوری مدد کے لئے بحران کی شکار خواتین کیلئے قائم کردہ کرائسز سینٹرز کو فعال کیا گیا۔ جن میں متاثرہ اور بدسلوکی کا شکار خواتین مدد کے لیے رجوع کرتی ہیں۔ ملک بھر میں حکومت کے زیرِ سایہ چلنے والے 26 مراکز قائم کیے گئے، جنھیں حکومتی مالی امداد حاصل ہے۔ان مراکز میں "شہید بے نظیر بھٹو ہیومن رائٹس سینٹر فار ویمن" شامل ہے، جس نے خواتین کو عارضی پناہ گاہ، قانونی معاونت، طبی سہولیات، نفسیاتی وسماجی مشاورت اور بعض صورتوں میں فنی تربیت فراہم کی۔ یہ مراکز ان خواتین کے لیے ایک محفوظ پناہ گاہ ثابت ہوتے ہیں، جو غیرت کے نام پر قتل، جسمانی اذیت جبری شادیوں، خاندانی تنازعات میں بطورِ تصفیہ استعمال اور معاشرتی تنہائی جیسے مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔ متاثرہ خواتین کو اکثر اوقات مزید تحفظ کے لیے 'دارالامان 'منتقل کیا جاتا ہے، جو صوبائی سطح پر خواتین ترقیاتی محکموں کے تحت کام کرتے ہیں۔[27]

ب۔ تشدد کی روک تھام اور تعلیم نسواں کا فروغ:

شہید بے نظیر بھٹو ہیومن رائٹس سینٹر فار ویمن فیصل آباد میں خواتین پر تشدد کے خلاف عالمی دن کے موقع پر ایک بامقصد سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں ادارے کی مینیجر کنول شہزادی، سوشل ویلفیئر آفیسر صنم زہرا، لاء آفیسر زاہد علی شاکر، اسسٹنٹ سعدیہ مقصود اور متعدد خواتین نے شرکت کی۔ سیمینار کے دوران مقررین نے خواتین کے حقوق، صحت، تحفظ اور خود انحصاری

پر زور دیتے ہوئے کہا کہ حکومتی سطح پر خواتین پر ہونے والے تشدد کی روک تھام کے لیے سنجیدہ اور مؤثر اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ اور اسی سلسلے میں شہید بے نظیر بھٹو سینٹر کو خواتین تحفظِ مرکز کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

کنول شہزادی نے خواتین کی جسمانی و ذہنی صحت کے حوالے سے شعور اُجاگر کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہتی ہیں؛

> "خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنی صحت کا خیال رکھیں اور کسی بھی بیماری کی صورت میں ہر صورت علاج معالجہ کروائیں۔ اور اپنی بیٹیوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی زور دیں تاکہ وہ آنے والے وقت میں خود مختار ہو کر اپنا اور اپنے خاندان کا بہتر طریقے سے خیال رکھ سکیں۔"[28]

ج۔ تحفظِ نسواں، ویمن پروٹیکشن ملتان:

مارچ 2017ء میں تحفظِ خواتین کے خلاف تشدد کا مرکز "وائلنس اگینسٹ ویمن سینٹر "(VAWC) ملتان میں قائم کیا گیا ہے۔ جو کہ پنجاب پروٹیکشن آف یمن آگینسٹ وائلنس ایکٹ 2016 کے تحت ایک تحفظِ مرکز کے طور پر کام کر رہا ہے۔ اس قانون کا مرکز خاص طور پر گھریلو تشدد سمیت متاثرہ خواتین کو مؤثر تحفظ فراہم کرنا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت تین بنیادی ڈھانچے قائم کیے گئے؛

1۔ ضلعی سطح پر تحفظ کمیٹی (Protection Committee)

2۔ تحفظِ مرکز (Protection Centre)

3۔ پناہ گاہ یا شیلٹر ہوم (Shelter Facility)

اس قانون کے تحت قائم کردہ نظام کی نگرانی، ریگولیشن اور انتظامی ذمہ داری پنجاب وومن پروٹیکشن اتھارٹی کے سپرد کر دی، جیسا کہ 2017 میں واضح کر دیا گیا ہے۔[29]

د۔ پنجاب تحفظِ خواتین ایکٹ 2016ء کا نفاذ:

پنجاب میں خواتین کے خلاف مختلف اقسام کے تشدد سے نمٹنے کے لیے "پنجاب تحفظِ خواتین ایکٹ 2016ء" نافذ کیا گیا۔ جس کا مقصد عورتوں کو جسمانی، نفسیاتی، معاشی اور سائبر کرائم جیسے مسائل سے تحفظ دینا اور قانونی نظام میں موجود خلا کو پُر کرنا تھا۔ حکومتِ پنجاب اس قانون کے تحت ویمن پروٹیکشن سینٹرز اور شیلٹر ہومز کے قیام کی پابند ہے۔ یہ مراکز خواتین کو مختلف ضروری خدمات ایک ہی جگہ پر مہیا کرتے ہیں۔ جن میں پولیس میں شکایات کا اندراج، طبی معائنہ، فرانزک شواہد کا حصول، قانونی معاونت اور نفسیاتی مشاورت شامل ہیں۔ مزید یہ کہ، ویمن پروٹیکشن سینٹر کے لیے وضع کردہ اسٹینڈرڈ آپریٹنگ پروسیجرز (SOPs) اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ ایکٹ 2016ء کی مؤثریت پر عملدرآمد ہو۔ یہ ایس او پیز خواتین کو مدد

فراہم کرنے کے لیے ایک واضح، مربوط، قانونی تقاضوں سے ہم آہنگ اور متاثرہ خواتین کے حقوق پر مبنی فریم ورک مہیا کرتی ہیں۔[30]

ر۔ تحفظِ نسواں کے لیے قائم کردہ ہیلپ لائنز:

ملک گیر سطح پر اسلام آباد میں قائم وزارتِ انسانی حقوق کی 1099 ہیلپ لائن خواتین کو چوبیس گھنٹے دستیاب رہنمائی اور تحفظ فراہم کرتی ہے۔ جبکہ پنجاب کمیشن بُرائے حقوقِ نسواں کی ٹول فری ہیلپ لائن 0800-93372 خاص طور پر پنجاب کی خواتین کے لیے ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اسی طرح پنجاب وومن پروٹیکشن اتھارٹی لاہور میں فری ٹول ہیلپ لائن نمبر 1737 کا نفاذ کیا گیا، جو خواتین کو گھریلو تشدد، نفسیاتی و معاشی تشدد اور سائبر کرائم جیسے مسائل سے تحفظ فراہم کرتی ہے۔[31] اس کے علاوہ بیداری کی تنظیم 0800-13536 ہیلپ لائن اور زِی سات کی 0800-22444 ہیلپ لائن بھی مختلف شہروں میں خواتین کو بلا امتیاز مشاورت و معاونت فراہم کرتی ہیں۔ سیالکوٹ میں موجود مرکز کا 0304-8172554 موبائل نمبر بطورِ ہیلپ لائن استعمال ہوتا ہے، جو براہِ راست رابطے کا ذریعہ بن چکا ہے۔ یہ تمام اقدامات خواتین کے لیے ایک مربوط حفاظتی نظام تشکیل دیتے ہیں، جہاں وہ بلاخوف وخطر اپنی آواز بلند کر سکتی ہیں اور مدد حاصل کر سکتی ہیں۔[32]

5۔ نتائجِ تحقیق:

* **ادارہ جاتی کردار کی افادیت:** تحقیق سے واضح ہوا کہ پاکستان کے وفاقی اور صوبائی اداروں، خصوصاً اسلامی نظریاتی کونسل (CII)، نیشنل کمیشن برائے حیثیتِ خواتین (NCSW)، پنجاب ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ (PWDD)، اور شہید بے نظیر بھٹو ہیومن رائٹس سینٹر برائے خواتین (SBBHRCW) نے خواتین کے حقوق کے فروغ، قانونی اصلاحات، اور آگاہی کے فروغ میں قابلِ قدر کردار ادا کیا ہے۔

* **قانونی و پالیسی اصلاحات میں شمولیت:** وفاقی سطح پر اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات اور نیشنل کمیشن برائے حیثیتِ خواتین کی تجاویز نے کئی اہم قوانین (مثلاً گھریلو تشدد، وراثت، اور ہراسمنٹ سے متعلق قوانین) کی تیاری میں معاونت فراہم کی۔

* **صوبائی سطح پر عملدرآمد کے مسائل:** تحقیق سے معلوم ہوا کہ صوبائی سطح پر پالیسیوں کے نفاذ میں **انتظامی کمزوریاں، مالی وسائل کی کمی اور بروقت نگرانی کا فقدان** ایک بڑا چیلنج ہے۔

* **سماجی و ثقافتی رکاوٹیں:** خواتین کے حقوق کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ **سماجی رویے، مذہبی غلط فہمیاں، اور روایتی پدرشاہی نظام** ہیں جو قانون کے مؤثر نفاذ کو محدود کرتے ہیں۔

* **اداروں کے مابین ربط کی کمی:** وفاقی و صوبائی اداروں کے درمیان **باہمی تعاون اور کوآرڈینیشن** کا فقدان ایک بڑا مسئلہ ہے، جس کے باعث پالیسی اور عملدرآمد میں فرق پیدا ہوتا ہے۔

* **آگاہی اور تحفظاتی اقدامات میں پیش رفت:** مختلف آگاہی مہمات، قانونی معاونت مراکز، اور خواتین کے لیے مخصوص سہولتوں کی فراہمی نے شہری سطح پر مثبت اثرات مرتب کیے ہیں، تاہم **دیہی و پسماندہ علاقوں** میں یہ اثرات محدود ہیں۔

سفارشات :

* **ادارہ جاتی ہم آہنگی میں اضافہ:** وفاقی اور صوبائی سطح پر خواتین کے حقوق سے متعلق اداروں کے درمیان **مربوط کوآرڈینیشن میکانزم** تشکیل دیا جائے تاکہ پالیسی سازی اور عملدرآمد میں تسلسل پیدا ہو۔

* **وسائل اور بجٹ میں اضافہ:** خواتین کی فلاح و بہبود سے متعلق اداروں کو **مستقل مالی معاونت** اور **تربیت یافتہ افرادی قوت** فراہم کی جائے تاکہ وہ مؤثر طور پر اپنے پروگرام نافذ کر سکیں۔

* **عملدرآمدی نظام کی مضبوطی:** قوانین کے مؤثر نفاذ کے لیے **مانیٹرنگ اینڈ ایویلیوایشن سسٹم** قائم کیا جائے تاکہ ہر ادارے کی کارکردگی کا سالانہ جائزہ لیا جاسکے۔

* **سماجی رویوں میں تبدیلی کے لیے آگاہی مہمات:** تعلیمی نصاب، میڈیا، اور مذہبی فورمز کے ذریعے **خواتین کے حقوق سے متعلق اسلامی و آئینی آگاہی** کو فروغ دیا جائے تاکہ عوامی سطح پر شعور بیدار ہو۔

* **صوبائی اداروں کی خودمختاری:** ہر صوبے میں خواتین کی ترقی کے اداروں کو **انتظامی اور مالی خودمختاری** دی جائے تاکہ وہ مقامی ضروریات کے مطابق پروگرام ترتیب دے سکیں۔

* **تحقیقی و اعدادوشماری نظام کی بہتری:** خواتین کے حقوق سے متعلق **ڈیٹا کلیکشن اور ریسرچ سینٹرز** کو مضبوط کیا جائے تاکہ پالیسی سازی میں سائنسی اور شماریاتی بنیادیں فراہم کی جاسکیں۔

* **شراکتی حکمرانی:** پالیسی سازی میں **سول سوسائٹی، خواتین ماہرین، اور مذہبی اسکالرز** کی شمولیت کو یقینی بنایا جائے تاکہ قوانین زیادہ جامع اور قابلِ قبول ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] ـIslāmī Naẓarīyātī Council, *Sālāna Report 1981–1982* (Islamabad: Government of Pakistan, 1982), 17–18.

[2]ـ Government of Pakistan. *The Constitution of the Islamic Republic of Pakistan*, Article 228 (Islamabad: Ministry of Law and Justice, 1973).

[3] ـFaḍl al-Raḥmān, Dr., *Islāmī Riyāsat aur us ke Taqāḍe* (Lahore: Idāra Ma'ārif Islāmī, 1990), 114.

[4] ـIslāmī Naẓarīyātī Council, *Sālāna Report 2020–2021*, 1st ed. (Islamabad: Government of Pakistan, 2021), 379.

[5] ـIbn Māja, Muḥammad ibn Yazīd, *Sunan Ibn Māja*, Bāb Faḍl al-'Ulamā' (Riyadh: Dār al-Salām, 2007), Ḥadīth No. 224.

[6]ـ Ishfaq, M., S. Yasir, M. Riaz, and K. Riaz. "Navigating Legal Pluralism: A Comparative Analysis of Islamic Law and Secular Legal System in Pakistan." *International Journal of Social Welfare and Family Law* 1, no. 2 (2024): 1–17.

[7]ـIslāmī Naẓarīyātī Council, *Sālāna Report 2020–2021*, 467–482.

[8] ـIslāmī Naẓarīyātī Council, *Sālāna Report 2019–2020*, 1st ed. (Islamabad: Government of Pakistan, 2021), 299.

[9]ـ Council of Islamic Ideology. *Annual Report 2013* (Islamabad: CII Secretariat, 2013), 43–48.

[10]ـ Iqbal, M. "Women's Rights and Islamic Jurisprudence in Pakistan." *Journal of Islamic Law* 33, no. 1 (2017): 112–134.

[11]ـ Shāhid 'Alī, Ḥāfiẓ Muḥammad 'Ādil. "Islāmī Naẓarīyātī Council kī Sifārishāt mein Talfīq kī 'Amal-dārī kā Jā'iza." *Al-'Aṣr Journal* 2, no. 1 (2025): 506–507.

[12]ـ National Commission on the Status of Women. *Annual Report 2022–2023* (Islamabad: Government of Pakistan, 2023), 5.

[13] ـLegal Aid Society. *Annual Progress Report 2022–2023* (Karachi: Government of Sindh, 2023), 16–17.

[14]ـ National Commission on the Status of Women. "Women's Rights Awareness Campaigns Report." In *Year Book 2021–2022* (Islamabad: Ministry of Human Rights, Government of Pakistan, 2021), 56–60.

[15]ـ National Commission on the Status of Women. "Legal Reforms and Policy Recommendations Report." In *Year Book 2021–2022* (Islamabad: Government of Pakistan, 2022), 56–61.

[16]- National Commission on the Status of Women. *Annual Report 2021–2022* (Islamabad: Government of Pakistan, 2022), 56–61.
[17] -National Commission on the Status of Women. *Year Book 2021–2022* (Islamabad: Ministry of Human Rights, Government of Pakistan, 2021), 56–60.
[18] -Minhas, Sidra Fatima, and Mohammad Jahanzaib. *Implementation Framework for Punjab Women Development Policy Draft Report* (n.p.: UN Women, 2019), 1.
[19]- Punjab Commission on the Status of Women. *Annual Report 2017* (Lahore: Women Development Department, Government of Punjab, 2017), 10.
[20] -Minhas, Sidra Fatima, and Mohammad Jahanzaib. *Implementation Framework for Punjab Women Development Policy Draft Report*, 2.
[21]- Punjab Commission on the Status of Women. *Annual Report 2016* (Lahore: Women Development Department, Government of Punjab, 2016), 10.
[22]- Women Development Department, Government of Punjab. *Annual Report 2020* (Lahore: Government of Punjab, 2020), 18.
[23]- Women Development Department, Government of Punjab. "Aurat Ba Ikhtiyār." *Pakistan's First Women's Digital Magazine*, 7th ed. (Lahore: Government of Punjab, n.d.), 10.
[24]-Women Development Department. "Aurat Ba Ikhtiyār." *Pakistan's First Women's Digital Magazine*, 7th ed. 10.
[25]-Women Development Department. "Aurat Ba Ikhtiyār." *Pakistan's First Women's Digital Magazine*, 7th ed. 11.
[26] - *International The News*. "Crisis Centre for Women Without a Lawyer." Lahore, January 12, 2020.
[27] - U.S. Department of State. *Country Reports on Human Rights Practices for 2010*, Report Submitted to the Committee on Foreign Affairs, vol. 2 (Washington, DC: U.S. Government Printing Office, 2010), 2532.
[28]-94 News. "Shaheed Benazir Bhutto Human Rights Center mein Khawātīn par Tashaddud ke Ikhtitām ke 'Ālamī Din ke Ḥawāle se Seminar." Faisalabad, November 27, 2023. http://www.94news.tv.
[29]- Rashid, Maria. *Public Sector Gender-Based Violence Social Service Delivery Models in Punjab: A Comparative Analysis* (Islamabad: United Nations Fund for Population [UNFPA], 2023), 47.

[30]- Punjab Women Protection Authority (PWPA). *Standard Operating Procedures (SOPs) for Women Protection Centers (WPC), Punjab* (Lahore: Government of Punjab, February 19, 2025), 3.

[31]- Ḥukūmat-e-Pakistan, Punjab Women Protection Authority. *Pamphlet* (Lahore: Wihdat Road, n.d.).

[32]- Government of Punjab, Punjab Women Protection Authority. "Helplines." https://pwpa.punjab.gov.pk.